جمعہ 28 اگست 2009ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کیلئے

روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

جمعہ 28 اگست 2009ء 6 رمضان المبارک 1430 ہجری 28 ظہور 1388 ہش جلد 59-94 نمبر 195

کثرت سے مانگو

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو وہ کثرت سے مانگے کیونکہ وہ اپنے رب سے مانگ رہا ہے۔

(مسند عبد بن حمید جلد1 صفحہ 434 حدیث نمبر :1496)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

سب مقاصد جو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں صرف دعا کے ذریعہ سے حاصل ہوسکیں گے۔ دعا میں بڑی قوتیں ہیں۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ ایک ملک پر چڑھائی کرنے کے واسطے نکلا۔ راستہ میں ایک فقیر نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا کہ تم آگے مت بڑھو ورنہ میں تمہارے ساتھ لڑائی کروں گا۔ بادشاہ حیران ہوا اور اس سے پوچھا کہ تو ایک بے سرو سامان فقیر ہے تو کس طرح میرے ساتھ لڑائی کرے گا؟ فقیر نے جواب دیا کہ میں صبح کی دعاؤں کے ہتھیار سے تمہارے مقابلہ میں جنگ کروں گا۔ بادشاہ نے کہا میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ یہ کہہ کر وہ واپس چلا گیا۔

غرض دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ سے ہوگا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس کے سوائے اور کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں۔ جو کچھ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خدا تعالیٰ اس کو ظاہر کر کے دکھا دیتا ہے۔ (۔) ہمارے نزدیک دعا سے بڑھ کر اور کوئی تیز ہتھیار ہی نہیں۔

(ملفوظات جلد پنجم ص 36)

جماعت احمدیہ کے جید عالم، حوالوں کے بادشاہ، محقق، بے لوث خادم اور مؤرخ احمدیت

مکرم و محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کو سپرد خاک کر دیا گیا

احباب جماعت کو یہ افسوسناک اطلاع دی جا چکی ہے کہ جماعت احمدیہ کے بے لوث اور دیرینہ خادم، جید عالم اور 56 سال تک تاریخ احمدیت مرتب کرنے والے مؤرخ احمدیت محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مورخہ 26 اگست 2009ء کو صبح 3 بجے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں بعمر 82 سال وفات پاگئے۔ آپ کچھ عرصہ سے چند عوارض کی وجہ سے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں داخل تھے۔

آپ کی نماز جنازہ اسی دن 26 اگست 2009ء کو بعد نماز عصر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے بیت مبارک میں پڑھائی۔ تدفین کے لئے آپ کا جسد خاکی بہشتی مقبرہ لے جایا گیا۔ چارپائی پر لمبے بانس باندھے گئے تھے تاکہ زیادہ سے زیادہ احباب اپنے اس بزرگ کی میت کو کندھا دے سکیں۔ جنازے کے اردگرد ڈیوٹی پر متعین خدام نے ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر حفاظتی دائرہ بنایا ہوا تھا۔ بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص نمبر 12 میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے ہی دعا کرائی۔ اس موقع پر ربوہ کے علاوہ دور ونزدیک کے شہروں اور دیہات سے ہزاروں افراد موجود تھے جو رمضان المبارک کے ایام میں محترم مولانا موصوف کی نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے۔

محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کا آبائی قصبہ پنڈی بھٹیاں ہے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کی نعمت حضرت میاں محمد مراد صاحب حافظ آبادی جیسے اہل کشف کے ذریعہ میسر آئی۔ تاہم اس قصبہ میں جماعت احمدیہ کا نور سیدنا حضرت مسیح موعود کے ابتدائی زمانہ میں ہی پہنچ گیا تھا۔ حضرت منشی عنایت اللہ صاحب نائب مدرس پنڈی بھٹیاں 14 اگست 1892ء کو داخل سلسلہ ہوئے۔ محترم مولانا صاحب کے والد مکرم حافظ محمد عبداللہ صاحب نے 1933ء کو حضرت مصلح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ آپ کے والد صاحب 1962ء تک پنڈی بھٹیاں میں ہی قیام پذیر رہے اور اپنے کاروبار کے ساتھ اپنے حلقہ احباب تک دیوانہ وار پیغام حق پہنچانے میں سرگرم عمل رہے۔ بعدازاں اپنی وفات (16 فروری 1979ء) تک آپ کو نظارت اصلاح و ارشاد مقامی کے ماتحت شیخوپورہ جھنگ اور سرگودھا کے اضلاع میں بحیثیت معلم دینی خدمات کی توفیق ملی۔ اس دوران آپ نے پیدل دورے کر کے احمدیت کی اشاعت اور تربیت کے فرائض انجام دیئے۔

محترم مولانا صاحب کی والدہ محترمہ صاحب بی بی صاحبہ نے قیام پاکستان تک بیعت نہیں کی مگر انہوں نے نہ صرف احمدیت کو عظمت و احترام سے دیکھا بلکہ جب وہ اپریل 1949ء کے ربوہ کے پہلے جلسہ سالانہ میں شامل ہوئیں تو انہوں نے انکشاف کیا کہ خدا نے بذریعہ خواب پہلے سے ہی یہ بستی دکھا دی تھی کہ یہاں مسیح موعود کا قافلہ اترے گا جو میں نے سچ مچ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا۔ لہٰذا میں خدا کے اس سلسلہ میں علیٰ وجہ البصیرت داخل ہوتی ہوں۔

محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب 1935ء کے آخر میں اپنے والد صاحب کے ساتھ پہلی مرتبہ پنڈی بھٹیاں سے قادیان تشریف لے گئے۔ دیار حبیب کی زیارت اور قدوسیوں کا اجتماع دیکھا اور 28 دسمبر کو حضرت مصلح موعود کا روح پرور خطبہ عیدالفطر سننے کی بھی سعادت پائی۔ آپ نے 1936ء سے لے کر 1965ء تک حضرت مصلح موعود کا زمانہ پایا اور حضور کے ساتھ محبت و الفت اور خدمت کی توفیق پائی۔ بلکہ کم و بیش 11 سال یعنی 1952ء تا دسمبر 1963ء حضرت مصلح موعود کے مقدس قدموں میں بیٹھنے، فیضیاب ہونے اور قریب سے آپ کے خدا نما چہرہ کو دیکھنے کے بہت سے مواقع میسر آئے۔ حضرت مصلح موعود نے آخری پارے کا درس جولائی 1944ء میں بیت مبارک قادیان میں شروع فرمایا اس میں آپ کو بھی شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ 1948ء میں حضرت مصلح موعود کے ارشاد پر آپ کو بھی دوسرے واقف زندگی ساتھیوں سمیت فرقان بٹالین کے رضاکاروں میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ برط میں دشمن کی گولہ باری کے نتیجہ میں آپ کی دائیں آنکھ کا حساس پردہ پھٹ گیا۔

1946ء میں آپ نے جامعہ احمدیہ قادیان سے

﴿باقی صفحہ 7 پر﴾

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

عالم روحانی کے لعل و جواہر نمبر 544

ایک عالی پایہ امام اور ان کی علم نواز والدہ

جناب مولوی محمد اسحٰق صاحب نے اپنی کتاب ''مثالی خواتین'' (یکے از تالیفات اشرفیہ ملتان شعبان 1419ھ) کے صفحات 152-156 میں شرح وبسط سے بتایا ہے۔

حضرت امام ربیعۃ الرائی کا شمار ائمہ تابعین میں ہوتا ہے۔علم وفضل کے اعتبار سے ان کا مقام اتنا بلند تھا کہ نہ صرف اس دور کے سرآمد روزگار علماء وفقہاء بلکہ فرمانروایان وقت بھی ان کے سامنے سرعقیدت جھکاتے تھے اور یہ مرتبہ ان کو اپنی دور اندیش اور علم دوست ماں کی بدولت حاصل ہوا جنہوں نے اپنے بچے کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لئے مال و دولت کی کچھ پرواہ نہ کی۔

اس اجمال کی روح پرور تفصیل یہ ہے کہ

''حضرت ام ربیعہ امام ابوعثمان ربیعۃ الرائی ؒ (المتوفی 136ھ) کی والدہ تھیں۔ان کی شادی مدینہ منورہ کے رہنے والے ایک جوان صالح ابوعبدالرحمٰن فروخ سے ہوئی جو قبیلہ بنی تمیم بن جرہ کے غلام تھے۔

امام ربیعہؒ ابھی شکم مادر میں تھے کہ ان کے والد ابو عبدالرحمٰن فروخ کو خراسان کی مہم پر جانا پڑا گھر سے چلتے وقت انہوں نے اپنی اہلیہ کو تیس ہزار اشرفیاں دیں اور کہا کہ یہی میری کل پونجی ہے انہیں احتیاط سے رکھنا۔میرا ارادہ ہے کہ اگر اللہ مجھے میدان جہاد سے زندہ سلامت واپس لائے تو اس رقم سے تجارت کروں، ہاں اگر میری غیر حاضری میں تمہیں کوئی ضرورت پیش آ جائے تو تم اس رقم میں سے جتنی چاہو خرچ کرسکتی ہو اور میرے جانے کے بعد اللہ تمہیں لڑکا یا لڑکی دے تو اس کی پرورش عمدہ طریقے سے کرنا یہ کہہ کر انہوں نے بیوی کو خدا حافظ کہا اور دمشق جا کر اسلامی لشکر میں شامل ہوگئے۔

اس زمانے میں اسلامی فتوحات کا سلسلہ مسلسل جاری تھا، ایک مہم کے بعد دوسری، دوسری کے بعد تیسری اور تیسری کے بعد چوتھی یہاں تک کہ فروخ کو ان مہموں میں حصہ لیتے لیتے پورے ستائیس برس گزر گئے لیکن جہاد میں مصروفیت نے انہیں گھر نہ لوٹنے دیا اور نہ گھر سے ان کا کوئی رابطہ ہی قائم ہوسکا۔ادھر ان کے گھر سے نکلنے کے چار پانچ ماہ بعد اللہ نے ان کی بیوی کو فرزند عطا کیا جس کا نام انہوں نے ربیعہ رکھا۔وہ بڑی دانشمند اور دوراندیش خاتون تھیں۔گو شوہر کی جدائی نے ان کی زندگی بے کیف کر دی تھی لیکن انہوں نے بچے کی پرورش نہایت عمدہ طریقے سے کی۔جب ربیعہ سنِ شعور کو پہنچے تو والدہ نے ان کی تعلیم و تربیت کا اعلیٰ انتظام کیا۔یہاں تک کہ اپنے شوہر کی چھوڑی ہوئی تمام اشرفیاں سب کی سب ربیعہ کی تعلیم پر خرچ کر دیں......

ستائیس برس کے بعد فروخ کو جہاد سے فرصت ملی تو انہوں نے سیدھا وطن کا رخ کیا۔کئی دن کے سفر کے بعد وہ مدینے میں اس شان سے داخل ہوئے کہ گھوڑے پر سوار تھے۔تلوار کمر سے بندھی ہوئی تھی اور ایک لمبا نیزہ ہاتھ میں تھا۔انہوں نے اپنے گھر کے دروازے پر پہنچ کر نیزے کی انی سے دروازہ کھٹکھٹایا۔

امام ربیعہؒ دروازہ کھول کر باہر نکلے۔باپ بیٹا ایک دوسرے سے ناواقف تھے۔فروخ بے تکلفی سے اندر جانے لگے تو امام ربیعہ نے انہیں ٹوکا۔

''اے شخص تو میرے مکان میں بلا اجازت کیوں داخل ہو رہا ہے؟''

فروخ نے برہم ہو کر کہا۔''او دشمن خدا یہ میرا اپنا گھر ہے، تو اس میں کیوں گھسا ہوا ہے؟''

امام ربیعہؒ نے بھی بڑا تلخ جواب دیا۔اس طرح بات بڑھ گئی اور دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں۔شور وغل سن کر ہمسائے جمع ہوگئے۔ربیعہ فروخ سے کہہ رہے تھے کہ خدا کی قسم میں تجھے حاکم وقت کے پاس لے جائے بغیر نہ چھوڑوں گا اور فروخ کی زبان پر بھی اسی قسم کے الفاظ تھے۔کسی نے امام مالک کو بھی اس جھگڑے کی خبر دے دی۔وہ اپنا استاد کا معاملہ سمجھ کر فوراً وہاں آ گئے اور بڑے نرم لہجے میں فروخ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میاں آپ زبردستی غیر کے مکان میں کیوں گھسنا چاہتے ہیں؟ آپ کسی دوسری جگہ کیوں نہیں ٹھہر جاتے؟''

اس وقت فروخ نے اپنا تعارف کرایا اور کہا کہ میرا نام عبدالرحمٰن فروخ ہے اور یہ میرا اپنا گھر ہے۔ستائیس برس کے بعد میدان جہاد سے واپس آیا ہوں تو آپ میں سے کوئی مجھے پہچانتا ہی نہیں۔

فروخ کی آواز سن کران کی بیوی نے کواڑوں کے پیچھے سے جھانکا تو فوراً شوہر کو پہچان گئی۔امام ربیعہ اور فروخ دونوں کو اندر بلا بھیجا اور پھر امام ربیعہ کو بتایا کہ یہ تمہارے والد ہیں ساتھ ہی فروخ سے کہا کہ یہ نوجوان آپ کا فرزند ہے جو آپ کے جانے کے چند ماہ بعد پیدا ہوا تھا۔اب دونوں باپ بیٹے گلے مل کر خوب روئے۔

کھانا کھانے اور آرام کرنے کے بعد فروخ نے بیوی سے اپنی بچائی ہوئی رقم (تیس ہزار اشرفیوں) کے بارے میں پوچھا۔بیوی نے کہا آپ اطمینان رکھیے،ساری رقم محفوظ ہے۔اتنے میں نماز اور درس کا وقت ہوگیا۔امام ربیعہ اذان سنتے ہی مسجد نبوی میں چلے گئے۔تھوڑی دیر کے بعد بیوی نے شوہر سے کہا کہ آپ بھی مسجد نبوی میں جا کر نماز پڑھ آئیے۔ان کے درمیان ایک صاحب بڑی شان اور وقار کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں تمام لوگ بڑے ادب اور احترام سے سر جھکائے ہوئے ہیں اور وہ صاحب ان کے ساتھ درس دے رہے ہیں۔یہ درس دینے والے صاحب امام ربیعہ تھے۔چونکہ انہوں نے سر پر اونچی ٹوپی پہن رکھی تھی،اس لئے فروخ انہیں دور سے پہچان نہ سکے۔کسی سے پوچھا یہ بزرگ کون ہیں؟

اس نے حیران ہو کر کہا ''آپ ان کو نہیں پہچانتے، یہ امام ربیعۃ الرائی بن ابی عبدالرحمٰن ہیں''

فروخ کو یہ سن کر اس قدر مسرت ہوئی کہ ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو چھلک پڑے اور بے اختیار ان کے منہ سے نکلا ''اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے میرے بیٹے کا درجہ اتنا بلند کیا''۔خوشی خوشی گھر آئے اور بیوی کو بتایا کہ آج میں نے اپنے بیٹے کی جو عزت اور شان دیکھی،اس سے پہلے کسی بڑے سے بڑے آدمی کی نہیں دیکھی تھی۔

بیوی نے کہا،''آپ کو بیٹے کی یہ عظمت و شان پسند ہے یا تیس ہزار اشرفیاں؟'' فروخ نے جواب دیا، ''خدا کی قسم تیس ہزار اشرفیاں اس مرتبے اور شان کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔''

بیوی نے کہا،''تو پھر سن لیں کہ میں نے یہ تمام رقم اس کی تعلیم پر خرچ کر دی''

فروخ نے بے ساختہ جواب دیا ''خدا کی قسم ان اشرفیوں کا اس سے بہتر استعمال اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔تم نے بہت خوب کیا کہ ان اشرفیوں کو ٹھکانے لگا کر میرے بیٹے کو ایک ایسے خزانے کا مالک بنا دیا جس کو کبھی زوال نہیں۔''

(مثالی خواتین صفحہ 152 تا 151)

الحمدللہ قرن اول کی تاریخ آخرین میں اس کثرت سے دہرائی جارہی ہے کہ اس کے پیچھے خالص خدائی تقدیر کا ہاتھ کارفرما نظر آتا ہے اور بطل احمدیت حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خاں صدر عالمی اسمبلی، سفیر توحید پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام نوبیل انعام یافتہ، ماہر اقتصادیات حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب، فاضل سنسکرت پروفیسر ناصرالدین عبداللہ، سید اختر اورینوی صدر شعبہ اردو پٹنہ یونیورسٹی، مشہور عالم ادیب شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی (مایہ ناز مترجم اردو) جیسے عالی گہر اس کا کھلم کھلا ثبوت ہیں۔سیدنا مصلح موعود نے اپنے زمانہ خلافت کے اوائل میں نصیحت فرمائی کہ خدا تمہیں دنیا بھر کے لئے پروفیسر بنانا چاہتا ہے یہ محض ذوقی بات نہ تھی بلکہ اس کی بنیاد شہ لولاک محمد مصطفیٰ ﷺ کی یہ مشہور حدیث ہے کہ دنیا کے کناروں سے ایک خلقت تم سے علم حاصل کرنے کے لئے پہنچے گی سو تمہارا فرض ہے کہ شرق و غرب سے آنے والوں کی جھولیاں خیر سے بھر دینا۔

(جامع ترمذی کتاب العلم روایت حضرت ابوسعید خدری)

سیدنا حضرت مصلح موعود آستانہ الوہیت پر سجدہ ریز ہو کر عرض کرتے ہیں

وہ علم دے جو کتابوں سے بے نیاز کرے
وہ عقل دے کہ دو عالم میں سرفراز کرے
خدا کرے اسے دنیا و آخرت میں تباہ
جو دشمنانِ محمد سے ساز باز کرے

ضرورت اساتذہ

(ایوننگ کلاسز ناصر ہائی سکول ربوہ)

ناصر ہائی سکول دارالیمن ربوہ کی شام کی کلاسز کیلئے نظارت تعلیم کو مندرجہ ذیل مضامین کیلئے ایسے احمدی مرد اساتذہ و دیگر عملہ کی ضرورت ہے جو وقف کے جذبے کے ساتھ خدمت کا شوق رکھتے ہوں۔مذکورہ اہلیت کے حامل احمدی احباب سے درخواست ہے کہ وہ اپنی درخواستیں بنام ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ مصدقہ از صدر محلّہ/امیر جماعت مع اپنی اسناد کی نقول مورخہ 30 اگست 2009ء تک نظارت تعلیم میں جمع کروا دیں۔

واقفین نو میں سے اگر کوئی اس معیار پر پورا اترتے ہوں تو ان کی درخواست کو ترجیحاً زیر غور لایا جائے گا۔

1۔ انگریزی ایم اے انگلش/بی اے انگلش لٹریچر+ بی ایڈ (تجربہ کو ترجیح دی جائے گی)
2۔ میتھ ایم ایس سی میتھ/بی ایس سی میتھ + بی ایڈ (تجربہ کو ترجیح دی جائے گی)
3۔ اردو ایم اے اردو+ ایم ایڈ/بی ایڈ (تجربہ کو ترجیح دی جائے گی)
4۔ فزکس ایم ایس سی/بی ایس سی+ بی ایڈ/بی ایس ایڈ (تجربہ کو ترجیح دی جائے گی)
5۔ کیمسٹری ایم ایس سی/ بی ایس سی+ بی ایڈ/ بی ایس ایڈ (تجربہ کو ترجیح دی جائے گی)
6۔ بیالوجی ایم ایس سی/بی ایس سی+بی ایڈ/ بی ایس ایڈ (تجربہ کو ترجیح دی جائے گی)
7۔ جنرل سائنس ایم ایس سی/ بی ایس سی + بی ایڈ (تجربہ کو ترجیح دی جائے گی)
8۔ دینیات ایم اے اسلامیات/عربی/+ بی ایڈ (تجربہ کو ترجیح دی جائے گی)
9۔ عربی ایم اے/ بی ایڈ (تجربہ کو ترجیح دی جائے گی)
10۔ مطالعہ پاکستان ایم اے پاکستان سٹڈیز (تجربہ کو ترجیح دی جائے گی)
11۔ زراعت ایم اے پاکستان سٹڈیز بی ایڈ (تجربہ کو ترجیح دی جائے گی)
12۔ گیمز ٹیچر ایم اے/بی اے + فزیکل ایجوکیشن میں کم از کم ڈپلومہ+کم از کم ہائی سکول لیول تک گیمز کا تجربہ
13۔ آرٹ ٹیچر ایم اے/ بی اے+ فائن آرٹس ڈپلومہ+فنون آرٹ میں مہارت
14۔ اسسٹنٹ لائبریرین بی اے + لائبریری سائنس میں ڈپلومہ+سکول لائبریری سنبھالنے کی اہلیت
15۔ لیب اٹنڈنٹ ایف ایس سی/بی ایس سی
16۔ مددگار کارکن 2 آسامیاں
17۔ خاکروب ایک آسامی
18۔ کلرک ایف اے/بی اے

(نظارت تعلیم)

☆☆☆☆☆

پبلشر و پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ مطبع ضیاءالاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت -/5 روپے

مکرم شیخ ناصر احمد خالد صاحب

گورنمنٹ کالج لاہور کے عظیم احمدی راوین طلباء

(ان عظیم ہستیوں کا کچھ تعارف کچھ یادیں کچھ باتیں)

میرا گورنمنٹ کالج لاہور کے حوالہ سے ایک مضمون مندرجہ بالا عنوان سے اخبار روزنامہ الفضل ربوہ میں 24 جون 2009ء میں شائع ہوا ہے۔ الفضل کے قارئین خاص کر ''اولڈ راویز'' نے اس مضمون کو بہت پسند کیا ہے۔ چوہدری محمد علی صاحب (اولڈ راوین) نے بھی اس مضمون کو بہت پسند کیا اور مزید لکھنے کا ارشاد فرمایا کہ چوہدری صاحب کے حکم کی تعمیل میں اس مضمون کی دوسری قسط حاضر ہے۔

میں نے اس مضمون کی پہلی قسط میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے (اولڈ راوین) کا سرسری ذکر کیا ہے۔ اب میں اس ضمن میں کچھ مزید لکھنا چاہتا ہوں۔ جب آپ گورنمنٹ کالج میں طالب علم تھے۔ آپ نے نہایت امتیاز کے ساتھ ایف۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ آپ جی۔ سی کی فٹ بال ٹیم کے بھی ممبر تھے اور اب گریجوایشن کر رہے تھے۔ سن رشد کو پہنچتے ہی آپ نے اپنا نام کالج سے کٹوا دیا اور حضرت حکیم مولانا نورالدین سے قرآن اور حدیث پڑھنے قادیان چلے گئے۔ انہوں نے قاضی ظہورالدین اکمل صاحب سے کہا ''قاضی صاحب! کالج تو پھر بھی مل جائے گا۔ مگر زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ممکن ہے کہ قرآن مجید اور حدیث پڑھنے کا اور پھر نورالدین ایسے پاک انسان سے پھر موقعہ نہ مل سکے۔ کالج کے پرنسپل صاحب نے انہیں روکنے کی بہت کوشش کی اور آخری رپورٹ میں لکھا "An excellent student, his leaving is a loss to the College" ایک بہت شاندار اور عمدہ طالب علم اور اس کا کالج چھوڑ جانا کالج کے لئے ایک نقصان ہے۔

دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے پھر کالج میں داخلہ لے لیا اور گریجوایشن کے بعد ایم۔ اے بھی کر لیا۔

(ماہنامہ تشحیذ الاذہان قادیان مارچ 1913ء)

کیا دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی اس سے بہتر کوئی مثال مل سکتی ہے؟

اس ضمن میں مزید تحریر کرتا ہوں کہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (بعد میں ایم۔ اے آکسفورڈ یونیورسٹی انگلستان اور خلیفۃ المسیح الثالث) نے اور میرے والد صاحب پروفیسر شیخ محبوب عالم خالد صاحب ایم۔ اے نے میٹرک کے بعد پہلے مولوی فاضل (Honours in Arabic) کا امتحان امتیاز کے ساتھ پاس کیا اور پھر اس کے بعد گورنمنٹ کالج میں داخلہ لیا تا کہ عربی کی یہ تعلیم انہیں آئندہ زندگی میں کام دے۔

گورنمنٹ کالج لاہور کا ادبی میگزین دی راوی آج سے تقریباً سو سال پہلے 1910ء سے شائع ہونا شروع ہوا۔ اس کے پہلے ایڈیٹر مسٹر جی۔ ڈی۔ سوندھی تھے جو کہ بعد میں جی۔ سی کے پرنسپل بنے۔ یہ وہ مسٹر سوندھی ہیں جن کی بیٹی ارمیلا سے پروفیسر سراج دین نے شادی کی۔ ارمیلا سوندھی بھی راوی کی 1945ء میں ایڈیٹر رہیں۔ سید احمد شاہ بخاری (پطرس بخاری) جو بعد میں گورنمنٹ کالج کے پرنسپل۔ یو۔ این۔ او میں پاکستان کے نمائندہ اور مشہور مزاح نگار تھے۔ ن۔ م۔ راشد (پورا نام نذر محمد راشد) جو مشہور شاعر اور ادیب ہیں۔ تاج محمد خیال (جو کئی کالجوں کے پرنسپل رہے اور بعد میں پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی رہے۔) نسیم حسن، سید محسن شاہ کے بیٹے جو بعد میں ڈاکٹر جسٹس سید نسیم حسن شاہ کہلائے اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس کے عہدہ جلیلہ سے ریٹائر ہوئے۔ مجھے یاد آیا کہ ایک دفعہ لا کالج کے ہال میں ایک مباحثہ کے افتتاح میں ایک طرف سے بیرسٹر چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے اور حزب مخالف کی طرف سے ڈاکٹر سید نسیم حسن شاہ صاحب نے تقریر کی اور میں اس آل پاکستان ڈیبیٹ میں سامعین میں شامل تھا۔ معین قریشی جو پاکستان کے وزیر اعظم بھی رہے یہ سب اولڈ راویز رسالہ راوی کے ایڈیٹر رہے ہیں جو کہ ایک بہت بڑی آنر ہے۔ اس بیان کے بعد اب میں ان چار ممتاز احمدی اولڈ روایز کا ذکر کرتا ہوں۔ جو اپنے طالب علمی کے زمانہ میں ''دی راوی'' کے ایڈیٹر رہے۔

سب سے پہلے ڈاکٹر عبدالسلام 46-1945ء ایڈیٹر انچیف رہے۔ یعنی انگریزی اور اردو دونوں سیکشنوں کے ایڈیٹر۔ 64-1963ء میں مسٹر عبدالباسط حقانی ایڈیٹر رہے۔ بعد میں جی۔ سی سے ایم۔ اے انگلش کر کے وہیں پر لیکچرار ہو گئے۔ پھر پاکستان کی فارن سروس کے لئے منتخب ہو گئے۔ میری ان سے آخری ملاقات ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی نماز جنازہ کے موقعہ پر 1996ء کے آخر میں ہوئی تھی۔ اس وقت باسط حقانی سری لنکا میں پاکستان کے سفیر تھے۔ انہوں نے مجھے اور میرے دوست اور قادیان کے کلاس فیلو شیخ نصیرالدین (شاعر، ادیب اور مصور اور اس وقت کے پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب جو کہ وفات پا چکے ہیں) کو سری لنکا آنے کی دعوت دی۔ نصیرالدین شیخ اور ان کے چھوٹے بھائی منیر احمد شیخ ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سیالکوٹ بھی اولڈ راوین تھے۔ باسط حقانی بھی کچھ عرصہ قبل ایک آپریشن میں سرجری کے دوران انتقال کر گئے۔ یہ سب اصحاب میرے پرانے دوستوں میں شامل تھے۔

چوتھے احمدی راوین خالد منظور بسراء 80-1979ء میں دی راوی کے ایڈیٹر رہے۔ آپ ریٹائرڈ جج اور تعلیم الاسلام کالج کے ایک ممتاز طالب علم چوہدری منظور بسراء صاحب کے بیٹے تھے۔ آپ پاکستان کی سول سروس کے ممبر اور ڈپٹی کمشنر تھے۔ دوران ڈیوٹی ہارٹ اٹیک سے انتقال کر گئے۔ آپ پی۔ ایچ۔ ڈی ڈاکٹر بھی تھے۔

آفتاب احمد خان صاحب جو کئی ملکوں میں ہمارے سفیر رہے۔ آپ پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب کے داماد تھے۔ بعد میں آپ یو۔ کے کے امیر جماعت بھی رہے اور بیت الفتوح میں ایک کارنران کے نام پر ہے۔ 1987ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ارشاد پر والد صاحب نے یو۔ کے اور یورپ کے دیگر ممالک کا دورہ کیا۔ تو یو۔ کے میں لمبے سفروں کے دوران آپ والد صاحب کے ساتھ ہوتے تھے۔ یہ بھی راوین تھے پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب کے ذکر پر مجھے ایک بات یاد آ گئی ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے والے بزرگ تھے۔ آپ جماعت احمدیہ لاہور کے امیر بھی رہے۔ جب آپ 1927ء میں کیمبرج میں مزید تعلیم کے لئے جانے لگے۔ تو آپ نے ڈاکٹر علامہ محمد اقبال سے ملاقات کی اور ڈاکٹر صاحب نے ان سے انگلستان میں مزید تعلیم کے لئے کئی امور پر بات کی۔

ہاں تو جس بات کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ بات لاہور کی ایک مشہو پرانی فیملی کے فرد چوہدری محمد اکرم صاحب (گاف روڈ والے) نے ایک ملاقات پر بتائی تھی کہنے لگے کہ میں اور قاضی منصور احمد جی۔ سی میں دوست اور کلاس فیلو تھے۔ بی۔ اے کے امتحان کے بعد ہم نے لاہور سے کسی اور شہر کی سیر کا پروگرام بنایا۔ ریلوے کے رعائتی ٹکٹ کے لئے ایک درخواست لے کر پروفیسر قاضی اسلم صاحب کے پاس حاضر ہوئے۔ کہ وہ بطور وائس پرنسپل اس درخواست پر سفارش لکھ دیں۔ قاضی صاحب مسکرائے اور درخواست پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ کہنے لگے کہ ''آپ جی۔ سی سے بی۔ اے کا امتحان دے چکے ہیں۔ اب آپ جی۔ سی کے سٹوڈنٹ نہیں رہے۔ بلکہ اولڈ سٹوڈنٹ ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اب اس رعائتی سفری ٹکٹ کا آپ کا استحقاق ختم ہو چکا ہے۔ چوہدری محمد اکرم صاحب نے مزید بتایا کہ ہمارے اس گروپ میں ان کے اپنے بیٹے قاضی منصور احمد صاحب بھی شامل تھے۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے درخواست پر سفارش کرنے سے انکار کر دیا۔ چوہدری صاحب پر قاضی صاحب کی اس بات کا خاص اثر تھا اور انہوں نے بطور خاص اس بات کا ذکر کیا جو کہ میں الفضل کے ذریعہ ریکارڈ پر لانا چاہتا تھا گو کہ چوہدری صاحب احمدی نہیں مگر قاضی صاحب کی بزرگی، زہد و تقویٰ اور نیکی کے بہت مداح تھے۔

میرا گزشتہ مضمون پڑھ کر میجر جنرل (ر) ناصر احمد صاحب چوہدری نے مجھے بتایا کہ انہوں نے لائلپور سے 1939ء میں ایف۔ اے کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا اور ہوسٹل میں صوفی بشارت الرحمان صاحب ان کے روم میٹ اور کلاس فیلو رہے ہیں۔ چوہدری صاحب تو بی۔ اے کرنے کے بعد 1941ء میں آرمی میں چلے گئے تھے اور میجر جنرل کے عہدہ جلیلہ سے ریٹائر ہوئے۔ یہ درویش صفت ریٹائرڈ جنرل آجکل ہمارے حلقہ ماڈل ٹاؤن کے سال ہا سال سے صدر ہیں۔

اب کچھ باتیں میں صوفی بشارت الرحمان صاحب مرحوم کے بارے میں عرض کروں گا۔ صوفی صاحب عربی ادب میں امتیاز کے ساتھ ایم۔ اے کرنے کے بعد تعلیم الاسلام کالج میں لیکچرار ہو گئے۔ کالج کو قومی تحویل میں لئے جانے کے بعد استعفیٰ دے کر صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں آ گئے اور دیگر کئی عہدوں کے علاوہ بطور ناظر تعلیم خدمات سرانجام دیں۔

ملک کے مشہور ادیب، صحافی اور سیاسی ورکر عبداللہ ملک نے اپنی یادداشتوں کی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ ایک دفعہ جی۔ سی میں تقسیم انعامات کی ایک تقریب میں پنجاب کے انگریز گورنر کی اہلیہ مہمان خصوصی تھیں۔ ایک طالب علم کو انعامات کے لئے کئی بار بلایا گیا۔ پہلی دفعہ جب یہ طالب علم روسٹرم پر آئے۔ تو اس انگریز لیڈی نے مصافحہ کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا۔ اس طالب علم نے نہایت ادب سے معذرت کرتے ہوئے مصافحہ کرنے سے انکار کر دیا اور بلند آواز سے کہا۔ کہ ''میں احمدی ہوں اور دین حق کا پیروکار ہوں۔ میرے مذہب میں نامحرم خاتون سے مصافحہ کی اجازت نہیں ہے۔'' عبداللہ ملک نے اپنی کتاب میں اس احمدی طالب علم کا نام تو تحریر نہیں کیا۔ مگر مجھے تجسس ہوا کہ اس کا نام پتہ کروں۔ وہ ہمارے یہی پروفیسر صوفی بشارت الرحمان صاحب مرحوم تھے۔

عبداللہ ملک نے مزید لکھا ہے کہ مرزا منور احمد (ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب مرحوم) ان کے کلاس فیلو تھے اور وہ ایک دفعہ ان کی دعوت پر جماعت احمدیہ کے مرکز قادیان بھی گئے تھے۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم، صاحبزادہ ڈاکٹر بریگیڈئر مرزا مبشر احمد صاحب مرحوم بھی گورنمنٹ کالج کے طالب علم تھے۔ صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ایم اے ناظر اعلیٰ و امیر مقامی بھی اولڈ راوین ہیں۔

مندرجہ ذیل تین رفقائے حضرت اقدس نے طالب علمی کے زمانہ میں بیعت کی۔ بعد میں ان تینوں بزرگوں نے ایم۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ جماعت احمدیہ میں ان کا نام نامی عزت و احترام سے لیا جاتا ہے اور انہیں نمایاں خدمات کی توفیق ملی ہے۔

1۔ حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب ایم۔ اے، آپ 1887ء میں جوڑہ کلاں تحصیل قصور میں پیدا ہوئے۔ 1899ء میں اپنے والد صاحب کے ساتھ

قادیان تشریف لائے اور حضرت اقدس کی بیعت کی۔ حضرت اقدس نے 1907ء میں تحریک وقف زندگی کا آغاز فرمایا۔ تو چوہدری صاحب نے لبیک کہتے ہوئے اپنی درخواست حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔ جس پر حضور نے اپنے قلم سے ''منظور'' کا لفظ لکھ کر آپ کا وقف قبول فرمالیا۔ آپ نے 1913ء میں انگلستان میں پہلے احمدیہ مشن کی بنیاد رکھی۔ 1920ء میں بیت الفضل کے لئے پٹنی ساؤتھ فیلڈز میں زمین خریدی۔ بعدازاں صدر انجمن احمدیہ میں متعدد عہدوں پر فائز رہے۔ جب 1906ء میں تشحیذالاذہان کا پہلا شمارہ شائع ہوا۔ تو اس میں ایک مضمون آپ کا بھی تھا۔ جب آپ سیکنڈ ایئر کے طالب علم تھے۔

دوسرے بزرگ حضرت ملک غلام فرید صاحب ایم۔اے (انگریزی) ابن ملک نورالدین صاحب 1898ء کو پیدا ہوئے۔ بیت الفضل لندن کا جب 1926ء میں سر شیخ عبدالقادر صاحب نے افتتاح کیا۔ تو سب سے پہلے نداء دینے والے آپ تھے۔ مفسر انگریزی ترجمہ قرآن کریم، سابق مربی سلسلہ جرمنی، انگلستان، ایڈیٹر سالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی اخبار سن رائز۔ 7 جنوری 1977ء کو وفات پا کر بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔

تیسرے بزرگ حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب ایم۔اے تھے۔ آپ کی ولادت 1892ء اور بیعت 1905ء کی ہے۔ امام بیت الفضل رہے۔ کشمیر کمیٹی کے سیکرٹری اور آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے رکن تھے۔ صدر انجمن احمدیہ میں ممتاز عہدوں پر فائز رہے۔ میں نے ان تینوں بزرگوں کی زیارت کی ہوئی ہے۔ میں اپنی نااہلی کی وجہ سے ان کے تعلیمی کیریئر کے بارے میں کوئی تحقیق نہیں کر سکا کہ یہ فارمانائٹ (ایف۔سی۔کالج) یا راویئنز (گورنمنٹ کالج) کے طالب علم تھے۔ اگر ان میں کوئی بزرگ گورنمنٹ کالج میں پڑھتے رہے ہوں۔ تو ان کے ورثا سے درخواست ہے کہ مجھے میرے گھر کے پتہ پر مطلع کر دیں۔ میں ان کا مشکور ہوں گا اور پھر کبھی ان کے بارے میں تفصیلی مضمون لکھنے کی کوشش کروں گا۔

316۔ایل بلاک۔ماڈل ٹاؤن Ext لاہور فون
(گھر) 042-35166092

تعلیم اور ادب کے شعبہ میں جو دو احمدی احباب بہت نمایاں ہوئے۔ ان میں سے ایک تو پروفیسر میاں محمد افضل صاحب مرحوم ہیں اور دوسرے جناب راجہ غالب احمد صاحب۔ میاں صاحب مرحوم میرے بزرگ دوست اور میری سب سے چھوٹی بھابھی شاہدہ مسعود احمد خالد (ربوہ) کے کزن تھے۔ الفضل کے قارئین ان کے مضامین کی وجہ سے انہیں بخوبی جانتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک ادبی اجتماع میں مشہور سکالر پروفیسر ڈاکٹر خورشید احمد رضوی سے میری ملاقات ہوئی۔ اس اجتماع میں میری دعوت پر پروفیسر میاں افضل صاحب بھی آئے ہوئے تھے۔ میں نے ڈاکٹر رضوی سے کہا۔ ''آئیے میں پروفیسر میاں محمد افضل صاحب سے آپ کی ملاقات کراؤں۔'' ڈاکٹر صاحب نے بے ساختہ جواب دیا کہ ''آپ میری ملاقات کیا کرائیں گے! میاں صاحب تو گورنمنٹ کالج منٹگمری (بعد میں ساہیوال) میں 1959ء میں میرے پرنسپل تھے۔ جب میں نے فرسٹ ایئر میں داخلہ لیا تھا۔'' میاں صاحب کی وفات کے بعد پھر ایک دفعہ ڈاکٹر خورشید رضوی سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان کی وفات کا ذکر کیا۔ تو دیر تک تعزیت اور ان کی باتیں کرتے رہے۔ آپ نے گورنمنٹ کالج لاہور سے تقسیم ملک سے قبل ایم۔اے انگلش کیا تھا۔ ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال اور ڈاکٹر پروفیسر عبدالسلام آپ کے کلاس فیلو تھے۔ ایک لمبے عرصہ تک حلقہ گلبرگ لاہور کے صدر رہے اور لاہور کی جماعت کے سیکرٹری تعلیم بھی۔

مشہور ادیب۔ نقاد اور شاعر راجہ غالب احمد صاحب بھی جی۔سی کے طالب علم تھے۔ محمد حنیف رامے آپ کے دوست اور کلاس فیلو تھے۔ مشہور شاعر ناصر کاظمی نے اپنی خودنوشت میں آپ کا بہت ذکر کیا ہے۔ مشہور شاعر اور ادیب جاوید شاہین نے اپنی یادداشتوں کی کتاب ''میرے ماہ و سال'' میں بھی آپ کا ذکر کیا ہے۔ ان کی شاعری کی دو کتابیں ''راحت گمنام'' اور ''رختِ ہنر'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ جس کا انتساب ناصر کاظمی، انتظار حسین۔ حنیف رامے۔ احمد مشتاق اور شیخ صلاح الدین کے نام ہے۔ آپ کئی دوسرے سرکاری عہدوں کے علاوہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ اور سرگودھا ٹیکسٹ بک بورڈ کے چیئرمین بھی رہے ہیں۔ پروفیسر میاں محمد افضل صاحب سے پہلے آپ حلقہ گلبرگ لاہور کے صدر تھے۔ آپ مشہور ادبی رسالہ ادب لطیف کے ادارتی بورڈ میں بھی شامل رہے ہیں۔ ان کی ایک اور کتاب ''تشدد کا تاریخی پہلو'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

ماخوذ

اچھی صحت کے لئے بعض مفید مشورے

زیادہ پھل اور زیادہ سبزیاں

پھل اور سبزیاں ریشے کے علاوہ ضروری حیاتین اور معدنی نمکیات کے بہترین اور اعلیٰ ذریعہ ہوتے ہیں۔ ہر بالغ انسان کو دن میں ان کو پانچ بار کھانا چاہئے۔

ان پھلوں میں سے کوئی ایک

☆ایک سیب، کینو، مالٹا، کیلا، امرود
☆دو آلو بخارے، دو آڑو
☆مٹھی بھر چیری، راس بیری، بیر
☆کھانے کا ایک چمچہ سوکھا میوہ
☆ایک گلاس پھل کا خالص رس (دن میں صرف ایک مرتبہ)

ایک حصہ سبزی

☆تین کھانے کے چمچے پکی ہوئی سبزی یا ایک پیالہ دلیہ یا ملی جلی سبزیاں (سلاد)

زیادہ حل پذیر ریشہ

ریشے کی یہ قسم پھلیوں، دالوں اور جئی (اوٹس) سے ملتی ہے۔ اس ریشے سے خون میں کولیسٹرول کی سطح کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔

زیادہ روغنی مچھلی

یوں تو روغنی یا چکنی مچھلیوں کی کئی ایک اقسام ہیں، لیکن پاکستان میں سرمئی مچھلی آسانی سے مل جاتی ہے۔ ٹراؤٹ مچھلی ملک کے بالائی دریاؤں میں عام ہوتی ہے۔ روغنی مچھلیوں میں دراصل اومیگا۔3 نامی چکنائی کے تیزاب (فیٹی ایسڈز) خوب ہوتے ہیں۔ یہ خون کو گاڑھا نہیں ہونے دیتے یعنی اس میں تھکے نہیں بنتے اور اس طرح ہماری رگیں لچکدار اور کھلی رہتی ہیں، یعنی ان میں چربی کے جمنے سے خون کی روانی میں رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔ ہفتے میں صرف ایک مرتبہ ایسی مچھلی کا کھانا کافی ہوتا ہے۔ جو لوگ مچھلی نہ کھا سکتے ہوں وہ سویابین سے بنی اشیاء کے علاوہ مغزیات مناسب مقدار میں استعمال کر سکتے ہیں۔

جمنے والی چکنائیاں کم کھائیے

یہ چکنائیاں زیادہ تر حیوانی گوشت، بالائی، مکھن، گھی وغیرہ میں ہوتی ہیں۔ ان کے زیادہ استعمال سے خون میں کولیسٹرول کی سطح بڑھ جاتی ہے۔ ان چکنائیوں کا مکمل ترک کرنا ضروری نہیں ہوتا، صرف ان کی مقدار کم کر دینی چاہئے، یعنی بالائی دار دودھ، دہی، کھویا اور اس سے بنی مٹھائیاں، مکھن اور اصلی گھی کی مقدار کم کر دی جائے۔ اسی طرح چربی والا گوشت، تلی ہوئی اشیاء، کریم بسکٹ، کیک کی مقدار کم کر دینی چاہئے۔ ان کے علاوہ پراٹھوں، پوریوں اور حلوؤں کا استعمال بھی مناسب نہیں ہوتا۔

نہ جمنے والی چکنائیاں زیادہ

نہ جمنے والی چکنائیاں تیل والے بیجوں سے حاصل ہوتی ہیں، لیکن ان میں ناریل کا تیل شامل نہیں ہے۔ جمنے والے تیل بھی کم مقدار میں کھانے چاہئیں۔ کم مقدار میں یہ نباتی چکنائیاں قلب اور خون کے لئے مفید ہوتی ہیں۔ اس کے لئے سب سے بہتر تیل زیتون کا ہوتا ہے یا پھر کینولا اور سورج مکھی کا تیل ہوتا ہے۔ اسی طرح سادے یعنی بغیر نمک لگے مغزیات (مونگ پھلی، بادام، پستے، اخروٹ وغیرہ) بھی تھوڑی مقدار میں نہ جمنے والی چکنائیوں کا اچھا ذریعہ ہوتے ہیں۔

زیادہ نشاستے استعمال کریں

نشاستے دار اشیاء مثلاً بے چھنے آٹے کی روٹی، بھورے چاول، بے چھنے آٹے سے بنی سویاں میکرونی وغیرہ (پاستا) ریشے کے علاوہ معدنی اجزا کا بھی اچھا ذریعہ ہوتے ہیں۔ نشاستوں سے توانائی بھی زیادہ ملتی ہے اور دیر تک پیٹ کے بھرے رہنے کا احساس ہوتا ہے۔

نمک سے پرہیز

ہمارے مقابلے میں مغربی ملکوں میں نمک زیادہ کھایا جاتا ہے، کیونکہ ان کے کھانوں میں یہی ایک چیز ذائقہ پیدا کرتی ہے۔ مرچ مسالوں سے ان کا کوئی تعلق تو ہوتا نہیں اس لئے وہاں نمک زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ زیادہ نمک کھانے کی وجہ سے خون میں پانی زیادہ جمع رہتا ہے جس سے ہائی بلڈ پریشر ہو سکتا ہے۔ ہمارے ہاں بھی چٹ پٹی اشیاء میں نمک زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً اچار پاپڑ، چپس اور پکوڑے نمک پارے وغیرہ۔ اسی طرح سوکھی مچھلی جھینگوں اور گوشت میں بھی نمک زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ ڈبہ بند غذاؤں میں بھی نمک کا تناسب زیادہ ہوتا ہے جس کا مقصد غذا کو خراب ہونے سے روکنا ہوتا ہے۔ کھانوں میں نمک کی مقدار معمول سے نصف کر دینے سے بلڈ پریشر کی تکلیف کے ساتھ قلب اور شریانوں کی تکلیف کے خطرے میں بھی کمی ہو سکتی ہے۔

سیر یا ورزش

ہم میں سے ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ جسمانی سرگرمی میں اضافہ کر دے۔ اس کا مطلب بھگڑ ہے نہ کسی پہلوان کے اکھاڑے کا رخ کرنا ہے۔ بس روزانہ 30 منٹ تک باقاعدگی سے واک کیجئے۔ وقت کم ہو تو صبح 15 منٹ چلئے اور شام میں 15 منٹ چل کر ورزش کا یہ وقت پورا کر لیجئے۔ ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ آفس جانے کے لئے ایک دو سٹاپ آگے جا کر بس پکڑیں یا گھر لوٹتے ہوئے ایک دو سٹاپ پہلے اتر جائیں۔ اسی طرح دفتر وغیرہ میں لفٹ کے بجائے سیڑھیاں استعمال کریں۔ گھر میں چھوٹا بچہ، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی ہو تو شام کے وقت اسے بچہ گاڑی میں محفوظ سڑک یا پارک وغیرہ کا چکر لگا کر آئیں۔ عمدہ اور بھرپور صحت کے یہ گر معمولی نہیں، بہت مفید اور کارگر ہیں۔ ضرورت صرف ان پر خلوص سے عمل کرنے کی ہے۔

(ہمدرد صحت اکتوبر 2006ء)

مکرم مبشر احمد ظفر صاحب

روزہ کے طبی فوائد

آج کی جدید تحقیق اور سائنسی ریسرچ نے ثابت کردیا ہے کہ اگر روزہ جملہ تقاضوں اور شرائط کے مطابق رکھا جائے تو انسان کی صحت کے لئے ازحد مفید ہے۔

☆کئی امراض سے انسان محفوظ رہتا ہے۔

☆متعدد بیماریوں کو روزہ سے کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔

☆انسان کی خوابیدہ طاقتیں بیدار ہوجاتی ہیں جس سے انسان میں مستعدی، چستی اور بشاشت پیدا ہوتی ہے۔

روزہ اور صحت

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔

تم پر روزے اسی طرح فرض کردیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ لعلکم تتقون۔ تاکہ تم (اخلاق اور روحانی کمزوریوں سے) بچو تاکہ تم دینی اور دنیوی شروروں سے محفوظ رہو۔ (سورۃ بقرہ:184)

اور تمہارے روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ (سورۃ بقرہ:185)

رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں۔

ہر چیز کی زکوۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوۃ روزہ ہے۔

(ابن ماجہ کتاب الصیام)

صوموا تصحوا

(الجامع الصغیر للسیوطی)

یعنی روزے رکھا کرو تاکہ تم صحت مند رہا کرو۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

''مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں۔۔۔۔۔۔ میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔۔۔۔۔۔ اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 562)

دیکھو جنہوں نے ان دنوں روزے رکھے ہیں وہ کچھ دبلے نہیں ہوگئے اور جنہوں نے استخفاف کے ساتھ اس مہینہ کو گزارا ہے وہ کچھ موٹے نہیں ہوگئے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 316)

کم کھانا اور بھوک برداشت کرنا بھی تزکیہ نفس کے واسطے ضروری ہے اس سے کشفی طاقت بڑھتی ہے۔

(تقاریر جلسہ سالانہ 1906ء صفحہ 20)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

''صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں'' (ملفوظات جلد دوم ص 561)

''میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا۔۔۔۔۔۔ پھر دو تین ہفتہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ایسے روزوں سے جو ایک وقت میں پیٹ بھر کر روٹی کھا لیتا ہوں مجھے کچھ بھی تکلیف نہیں۔۔۔۔۔۔ سو میں اس روز سے کھانے کو کم کرتا گیا۔ یہاں تک کہ میں تمام دن رات میں صرف ایک روٹی پر کفایت کرتا تھا اور اسی طرح میں کھانے کو کم کرتا گیا یہاں تک کہ شاید صرف چند تولہ روٹی میں سے آٹھ پہر کے بعد میری غذا تھی۔ غالباً آٹھ یا نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا اور باوجود اس قدر قلت غذا کے۔۔۔۔۔۔ خدا تعالیٰ نے مجھے ہر ایک بلا اور آفت سے محفوظ رکھا۔'' (حیات طیبہ صفحہ 33)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں۔

''انبیاء کے جس قدر اوامر ہیں اگر انسان ان پر چلے تو وہ دنیا میں بلحاظ طب بھی آرام سے رہتا ہے کوئی خطرناک موذی مرض اوامر الٰہی کے اتباع سے پیدا نہیں ہوتی۔'' (حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 311)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں

''لعلکم تتقون کے یہ معنے ہوئے کہ تا تم دینی اور دنیوی شروروں سے محفوظ رہو۔ دینی خیر و برکت تمہارے ہاتھ سے نہ جاتی رہے یا تمہاری صحت کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ کیونکہ بعض دفعہ روزے کئی قسم کے امراض سے نجات دلانے کا بھی موجب ہوجاتے ہیں۔

آجکل کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ بڑھاپا یا ضعف آتے ہی اس وجہ سے ہیں کہ انسان کے جسم میں زائد مواد جمع ہوجاتے ہیں اور ان سے بیماری یا موت پیدا ہوتی ہے۔ بعض نادان تو اس خیال میں اس حد تک ترقی کرگئے ہیں کہ کہتے ہیں۔ جس دن ہم زائد مواد کو فنا کرنے میں کامیاب ہوگئے اس دن موت بھی دنیا سے اٹھ جائے گی۔ یہ خیال اگرچہ احمقانہ ہے تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تھکان اور کمزوری وغیرہ جسم میں زائد مواد جمع ہونے ہی سے پیدا ہوتی ہے اور روزہ اس کے لئے بہت مفید ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں جب روزے رکھے جائیں تو دوران رمضان میں بے شک کچھ کوفت محسوس ہوتی ہے۔ مگر رمضان کے بعد جسم میں ایک نئی قوت اور تروتازگی کا احساس ہونے لگتا ہے۔ یہ فائدہ تو صحت جسمانی کے لحاظ سے ہے۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 375)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

اگر آپ روزوں سے یہ سبق سیکھیں کہ رمضان نے ہمیں یہ کھانے کا سلیقہ سمجھا دیا ہے۔ درحقیقت اس سے بہت کم پر ہمارا گزارا ہوسکتا ہے جو ہم پہلے کھایا کرتے تھے۔ تو اس طرح اپنی خوراک بچاؤ اور اس کے ساتھ اور اپنی صحت کی حفاظت کرو۔ امر واقع یہ ہے کہ اس (روزہ) سے بہتر ڈائٹنگ کا اور کوئی طریق نہیں ہے۔ جسم پر جو زائد چربیاں چڑھی ہوتی ہیں ان کو پگھلاتا ہے۔

(روزنامہ الفضل 11 نومبر 2004ء)

خوابیدہ طاقتوں میں بیداری

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

انسان جب خوراک لے رہا ہوتا ہے تو وہ توانائی اور گرمی میں تبدیل ہوجاتی ہے اگر یہ توازن بگڑ جائے تو وہ خوراک fats یا گوشت میں تبدیل ہوجاتی ہے اس کا علاج ورزش ہے۔ لیکن بعض دل کے مریض ہوتے ہیں جو ورزش نہیں کرسکتے ایسے افراد کا علاج روزہ ہے۔ روزے میں جو دو کھانوں کے درمیان فاصلہ ڈالا جاتا ہے تو وہ بعض دفعہ خوابیدہ ایسی طاقتوں کو بیدار کردیتا ہے جو انرجی بنانے کی کارروائی کو تیز کردیتے ہیں۔ ایسے لوگ جن کو عام طور پر بھوک نہیں لگتی روزہ میں سے گزریں تو ان کی بھوک ٹھیک ہوجاتی ہے۔

(روزنامہ الفضل 22 اکتوبر 2004ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

تحقیق سے ثابت ہے کہ اگر روزے جملہ تقاضوں کے عین مطابق رکھے جائیں تو روزہ سے صحت خراب نہیں ہوتی بلکہ بہتر ہوتی ہے خلاصہ یہ کہ روزہ صحت کا ضامن ہے۔

سینے کی جلن کے لئے مفید

اسرائیل میں روزہ پر اس نیت سے ریسرچ ہوئی کہ ثابت کیا جائے کہ روزہ رکھنا بچوں اور بوڑھوں کے لئے مضر صحت ہے اور یہ بات بھی پیش نظر تھی کہ روزہ کے دنوں میں بعض افراد کا پہلے سے بھی کھانا اور دو کھانوں کا درمیانی وقفہ ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ لیکن ریسرچ کے نتائج نے حیران کردیا۔ تحقیق سے ثابت ہوا کہ رمضان کے مہینے کے بعد انسان بہتر صحت کے ساتھ باہر نکلتا ہے۔

(روزنامہ الفضل 22 اکتوبر 2004ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ صبر کے مہینے کے روزے سینے کی گرمی اور کدورت دور کرتے ہیں۔

سینے کی گرمی سے مراد وہ جلن ہے جسے Heart Burn کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کے سینے کی جلن کو روزہ سے افاقہ ہوتا ہے۔''

(روزنامہ الفضل 22 اکتوبر 2004ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ رمضان میں جب انسان کم سے کم غذا کھائے تو اس امر سے ہم دوہرا فائدہ اٹھا رہے ہیں جسمانی صحت بھی اور خدا تعالیٰ کی رضا بھی۔

اگر کسی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکے تو فدیہ دیا کرو۔۔۔۔۔۔ تو جب تم خدا کی رضا کی خاطر یہ فدیہ دوگے تو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اس بیماری کی حالت کو صحت میں بدل دے کیونکہ فرمایا تمہارے روزے رکھنا بہرحال تمہارے لئے بہتر ہے۔''

(روزنامہ الفضل 26 اکتوبر 2004ء)

روزہ مٹاپے میں کمی کرتا ہے

حکیم راحت نسیم قمطراز ہیں۔

روزہ بہت سی بیماریوں کا قدرتی علاج کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ روزہ ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے مٹاپا میں کمی واقع ہوتی ہے۔ بعض موٹے افراد کو دل کی بیماری بھی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ ورزش نہیں کرسکتے ان کا بہترین علاج روزہ رکھنا ہے۔

(روزنامہ خبریں 22 اکتوبر 2004ء)

روزہ کی حالت میں جسم کے اعضاء انہضام کو آرام کا موقع ملا ہے۔ جس سے تمام اعضاء تازہ دم ہو جاتے ہیں اور ان کی صلاحیت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

(روزنامہ خبریں 22 اکتوبر 2004ء)

امراض میں کمی

عام مشاہدہ سے بھی یہ بات سامنے آئی ہے کہ ماہ رمضان میں ہسپتالوں اور شفاخانوں میں مریضوں کی تعداد بہت کم ہوجاتی ہے۔ اس سے بھی یہ تاثر ملتا ہے کہ رمضان کی برکت سے لوگ بہت کم بیمار پڑتے ہیں۔

تہجد کی بیداری حرکت قلب کو نارمل کرتی ہے

سوئے ہوئے انسان کی دل کی شریانیں عموماً پچھلی رات کو سکڑنا شروع ہوجاتی ہیں جس سے بعض اوقات Heart Attack کا امکان پیدا ہوجاتا ہے۔ جبکہ رمضان کا شیڈیول اس قسم کا ہوتا ہے کہ انسان کو تہجد اور سحری وغیرہ کے لئے علی الصبح جاگنا پڑتا ہے جس سے حرکت قلب نارمل ہوجاتی ہے۔ یوں جو لوگ علی الصبح اٹھنے کے عادی ہوتے ہیں ان کے عام طور پر Heart Attack سے محفوظ رہنے کے زیادہ امکانات ہیں۔ (الفضل 12 نومبر 2003ء)

بری عادات سے بچاؤ

☆ صوم رمضان درحقیقت ایک مشق ہے اپنے آپ پر قابو رکھنے کے لئے خصوصی طور پر لگا تار تمباکو نوشی کرنے والوں کے لئے یا ہر گھنٹہ لگا تار کافی چائے نوشی وغیرہ ایسی عادتوں سے بچنے کا ایک بہترین طریقہ ہے۔ (الفضل 12 نومبر 2003ء)

شوگر، بلڈ پریشر اور وزن کو کم کرنے کا بہترین ذریعہ

☆ شوگر کے ایسے مریض جن کا مرض گولیوں سے کنٹرول ہوتا ہے ایسے مریض اپنی دوا کی مقدار کو ایک تہائی 1/3 حد تک گھٹا کر روزہ رکھ سکتے ہیں۔

☆ایسے مریض جنہیں معمولی قسم کا بلڈ پریشر ہو روزہ رکھ کر اپنے بلڈ پریشر کم کرسکتے ہیں۔

☆وزن کو تدریجی طور پر کم کرنے کا بہترین طریقہ روزہ بھی ہے۔ (روزنامہ الفضل 12 نومبر 2003ء)

ز۔خ

حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کی

عاجزی وانکساری کے چند واقعات

حدیث نبویؐ ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''کہ جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔''

ایک اور حدیث نبویؐ میں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر عاجزی اور انکساری اختیار کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان تک رفع کرتا ہے یعنی عاجزی اختیار کرنے والوں کو انتہائی بلند مرتبہ اور مقام عطا کرتا ہے۔

حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب جہاں بے انتہاء اعلیٰ اوصاف حمیدہ سے متصف تھے آپ کی ساری زندگی بلند و بالا دینی و دنیاوی اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے باوجود حد درجہ عاجزی وانکساری سے مزین نظر آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا ''تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں'' اسی الہام کا عکس ہمیں لاریب حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کی تقویٰ سے معمور زندگی میں نظر آتا ہے ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ آپ نے صرف گیارہ سال کی عمر میں حضرت مسیح موعود کے دست مبارک میں اپنا ہاتھ دے کر بیعت کا شرف حاصل کیا اور کم سن رفیق ہونے کا بلند مقام حاصل کیا بلاشبہ یہ اسی عاجزانہ راہوں پر گامزن حضرت اقدس کی بابرکت قوت قدسیہ ہی کا فیض تھا کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت چوہدری صاحب کی انتہائی عاجزانہ راہیں اس قدر پسند آئیں کہ حضرت مصلح موعود نے فرمایا تھا کہ ہزار سال کے بڑے آدمی چوہدری ظفراللہ پر رشک کریں گے۔

(از ماہنامہ انصاراللہ نومبر، دسمبر 1985ء ص3)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے آپ کے بارے میں فرمایا۔

''حضرت چوہدری ظفراللہ خان کو تقویٰ کا عظیم الشان مقام حاصل ہوا تھا حضور نے مزید فرمایا ''کہ میری ان سے ذاتی تعلق کی عجیب مثال ہے کہ خلافت کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلا کشف دکھایا تو اس میں حضرت چوہدری صاحب کو اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتے دکھایا''۔

(ماہنامہ انصاراللہ نومبر، دسمبر 1985ء صفحہ 2)

دونوں خلفاء کرام کے قابل رشک خراج تحسین سے آپ کے بلند و بالا مقام اور اعلیٰ تقویٰ طہارت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آیئے اب آپ کی ان انتہائی عاجزانہ راہوں کا طائرانہ جائزہ لیں جن پر چل کر آپ نے وہ بلند و بالا روحانی اور دینی و دنیاوی رفعتیں حاصل کیں کہ تاقیامت آپ کا نام تاریخ احمدیت میں ہمیشہ زریں حروف میں لکھا جائے گا۔

جناب سید بابر علی شاہ صاحب حضرت چوہدری صاحب کے بارہ میں رقمطراز ہیں ''کہ میں نے 51سال چوہدری صاحب کی زندگی کا مشاہدہ کیا ہےچوہدری صاحب سے میری آخری ملاقات مئی 1985ء میں ہوئی۔ چوہدری صاحب نہایت مصفّا آدمی تھے۔ بڑی قناعت اور انکساری والے شخص تھے اپنے پاس صرف ایک جوتا رکھتے، کپڑے بھی بہت کم ہوتے، لیکن ہمیشہ صاف ستھرے اور جو رقم اس وجہ سے بچتی وہ ضرورت مند لوگوں میں تقسیم کردیتے اتنے مخیّر آدمی میں نے بہت کم دیکھے ہیں۔''

(ماہنامہ انصاراللہ نومبر، دسمبر 1985ء صفحہ 36)

سید یاور علی جنرل مینیجر ملک پیک لمیٹڈ کا بیان ہے۔

''ایک دفعہ میں نے چوہدری صاحب کو خط لکھا جس میں عقل Wisdom کا ذکر تھا، اس کے جواب میں آپ نے لکھا ''کہ عقل کا نچوڑ سادگی اور عاجزی میں ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہی ان کی زندگی کے دو بنیادی اصول تھے یہ دوستون ہیں جن پر ان کی زندگی استوار تھی ان کی زندگی سادگی اور عاجزی کی بڑی اچھی مثال تھی''۔

(ماہنامہ انصاراللہ 1985ء نومبر، دسمبر صفحہ 37)

مکرم سید احمد سعید کرمانی صاحب سابق سفیر پاکستان متعینہ مصر تحریر کرتے ہیں۔

''چوہدری صاحب نہایت سادہ اور منکسر المزاج آدمی تھے ایک دفعہ ہم تین پاکستانی ان سے ملنے چلے گئے ملاقات کافی طویل ہوگئی۔ چوہدری صاحب نے صبح کہیں جانا تھا۔ آپ اٹھے اور کل کے لئے کپڑے سیٹ کرنے شروع کئے اور ہمارے سامنے ہی بوٹ پالش کرنے بیٹھ گئے، ہم تینوں حیران رہ گئے، ہم نے درخواست کی کہ ہم آپ کے جوتے پالش کردیتے ہیں مگر چوہدری صاحب نے ہمیں ہاتھ بھی نہ لگانے دیا۔'' آپ مزید لکھتے ہیں ''کہ ذرا غور کیجئے کہ میرے جیسے کتنے آدمی ہیں کہ اگر پانی بھی پینا ہو تو خود اٹھ کر پینا اپنی کسرشان سمجھتے ہیں میں نے بہت لوگوں سے سنا ہے کہ اتنی اونچی پوزیشن رکھنے کے باوجود چوہدری صاحب معمولی سے معمولی ریستوران میں بھی کھانا کھا لیتے تھے حالانکہ جتنی دولت انہوں نے ساری عمر کمائی اس سے وہ اعلیٰ سے اعلیٰ ہوٹل میں کھانا کھا سکتے تھے اور کھایا بھی کرتے تھے مگر کسی ضرورت کے وقت کسی عام ہوٹل میں کھانا کھانے میں کبھی عار محسوس نہ کرتے تھے''۔

(ماہنامہ انصاراللہ نومبر، دسمبر 1985ء صفحہ نمبر 51)

آپ کے ذاتی معالج ڈاکٹر وسیم احمد صاحب آپ کی سادگی، عاجزی وانکساری کے بارہ میں تحریر کرتے ہیں۔

حضرت چوہدری صاحب کی جس بات سے میں سب سے زیادہ متاثر ہوا وہ آپ کی سادگی اور انکساری تھی۔ ڈاکٹر وسیم صاحب نے نہایت جذب وتاثر کے رنگ میں کہا کہ جب بھی میں نے آپ کے مقام و مرتبہ کے ضمن میں کوئی بات کہی تو آپ نہایت انکساری اور خاکساری کے ساتھ کہتے ''میں تو ایک بڑا حقیر انسان ہوں''۔ درحقیقت ان میں تکبر کی ذرہ بھر جھلک نہ تھی معمولی سے معمولی انسان کو بھی اس رنگ میں بلاتے اور گفتگو کرتے جس طرح وہ بڑے سے بڑے آدمی سے مخاطب ہوتے۔

(ماہنامہ انصاراللہ نومبر، دسمبر 1985ء صفحہ نمبر 56)

حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب جنہوں نے دینی و دنیاوی لحاظ سے بلند ترین مقام پایا آپ کا اپنے ذاتی خادم نصیب اللہ قمر سے گفتگو کا ایک عاجزانہ انداز ملاحظہ فرمایئے جس سے آپ کی حد درجہ عاجزی اور خاکساری نمایاں نظر آتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں ''میں تو ایک معمولی آدمی ہوں۔ تمہیں میری خدمت کرکے بڑی تکلیف ہوتی ہوگی کبھی میں تمہیں رات کو سوتے سے اٹھادیتا ہوں، مجھے معاف کردینا میں تمہیں بہت تکلیف دیتا ہوں۔''

یہ تھے وہ الفاظ جو اس صدی کے نابغۂ روزگار شخصیت جس نے عالمی سطح پر قوموں اور ملکوں کو متاثر کیا نے اپنے ذاتی ملازم سے کہے۔ سادگی عاجزی و انکساری سے پُر یہ الفاظ اس شخص کے تھے جس کو ملکوں کے بادشاہ صدر اور سربراہان اپنے ہاں مدعو کرنا فخر کا موجب خیال کرتے تھے۔''

(ماہنامہ انصاراللہ نومبر، دسمبر 1985ء ص63)

محترم مسعود احمد صاحب دہلوی آپ کی عاجزی انکساری کے بارہ میں تحریر کرتے ہیں۔

''حضرت چوہدری صاحب نابغۂ روزگار وجود کا ایک انتہائی قابل قدر امتیازی نشان یہ تھا کہ قومی اور بین الاقوامی سطح پر اعلیٰ ترین مناصب پر فائز رہنے کے باوجود عجز وانکسار آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ یہ جذبہ ہمیشہ آپ پر غالب رہتا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز اور کمزور بندہ ہوں یہ محض اسی کا فضل ہے کہ اس نے مجھ ایسے عاجز اور کمزور بندہ کو ترقیات سے نوازا ہے۔ اگر خلفاء سلسلہ احمدیہ کی مقبول دعائیں اور ان کے نتیجہ میں نازل ہونے والا فضل عظیم میرے شامل حال نہ ہوتا تو میں ہرگز اپنی محنت اور کوشش سے یہ اعلیٰ مناصب کبھی حاصل نہ کرسکتا۔ اسی جذبہ کے تحت آپ نے انگریزی میں اپنی سوانح عمری کا نام "The Servant of God" یعنی اللہ تعالیٰ کا عبد منیب رکھا۔

(ماہنامہ انصاراللہ نومبر، دسمبر 1985ء صفحہ 110)

مسٹر جسٹس (ریٹائرڈ) شیخ شوکت علی صاحب سابق جج لاہور ہائی کورٹ آپ کی عاجزی انکساری کے بارہ میں رقمطراز ہیں ''چوہدری صاحب کی عاجزی اور سادگی ان کی نمایاں خصوصیت تھی۔ باوجود اس کے کہ وہ اعلیٰ ترین عہدوں پر رہے وہ نہایت ہی عاجز اور منکسر المزاج شخص تھے۔ اگر ہمارے ملک کے تمام افسران اور اعلیٰ ترین عہدے رکھنے والوں میں بھی یہ خصوصیات پیدا ہوجائیں تو ہمارے ملک کا نقشہ ہی بدل سکتا ہے۔ ایسے لوگ دنیا میں بہت کم آتے ہیں اور بہت ہی کم ہوتے ہیں جو ان کے نقش قدم پر چلنے والے ہوتے ہیں''۔

(ماہنامہ انصاراللہ نومبر، دسمبر 1985ء صفحہ نمبر 42)

حضرت چوہدری صاحب نے اپنے نفس کو اپنا اس قدر مطیع کیا ہوا تھا کہ یہ کیفیت صحیح معنوں میں اپنی مثال آپ تھی۔ آپ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنی تربیت کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتا ہوں اور بسااوقات میں اکیلے میں اپنے نفس کو خوب جھاڑتا ہوں کہ دیکھ تجھ میں یہ یہ کمزوریاں ہیں انہیں دور کرنے کی طرف توجہ دے ایسا کرنے سے میری طبیعت شدت سے اس طرف مائل ہوجاتی ہے کہ میں اپنی کمزوریوں کو دور کرسکوں۔ اسی بات نے آپ کو انکساری اور تواضع میں ایک خاص مقام پر پہنچادیا۔

ایک بار ایک صاحب نے یورپ سے آپ کو خط لکھا اور اس بات پر شکوہ کیا کہ آپ ان کے ملک تشریف نہیں لے جاتے۔ خط کے آخر پر ان صاحب نے نادانی میں یہ لکھ دیا کہ شاید آپ اس وجہ سے ہمارے پاس نہیں آتے کہ آپ بڑے آدمی ہیں اور ہم کم حیثیت کے ہیں وغیرہ۔ چوہدری صاحب کو خط کے اس آخری فقرہ سے سخت تکلیف ہوئی اگلے دن آپ نے ان صاحب کے نام ایک خط لکھ کر پوسٹ کرنے کو دیا۔ چوہدری صاحب نے ان کے پاس نہ جانے کی معذرت کرنے کے بعد تحریر فرمایا کہ ''جب میں آپ کے خط کے اس فقرہ پر پہنچا کہ میں اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہوں تو میں نے اپنے آپ سے سوال کیا کہ ظفراللہ خان تم اپنے نفس کو اچھی طرح ٹٹول کر جواب دو کہ تمہاری حیثیت کیا ہے۔ میں آپ کے اس سوال پر پورا ایک دن اور ایک رات غور کرتا رہا۔ میرے نفس نے مجھے جواب دیا کہ میری حیثیت درحقیقت کیا ہے؟ اور وہ جواب یہ ہے کہ میرے نفس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ظفراللہ خان تیری حیثیت ایک مرے ہوئے کتے سے بھی بدتر ہے تم میں کوئی بڑائی نہیں جو کچھ تمہیں ملا ہے وہ محض فضل خداوندی ہے۔'' سچ ہے ؎

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

(ماہنامہ انصاراللہ نومبر، دسمبر 1985ء صفحہ نمبر 79)

اللہ تعالیٰ حضرت چوہدری صاحب پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل کرے اور ہم سب کو آپ کے نیک خصائل کی پیروی کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

بقیہ از صفحہ 1۔ وفات مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب

مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا جس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ارشاد فرمایا کہ اسے لندن مشن کے سیکرٹری کے طور پر بھجوانے کا انتظام کیا جائے۔ یہ معاملہ ابھی ابتدائی مرحلہ میں تھا کہ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے عرض کیا کہ اس طالب علم کا رجحان علم کلام کی طرف ہے اس لئے ہندوستان کے لئے زیادہ موزوں ہوسکتا ہے۔ چنانچہ حضور نے سلسلہ کے مفاد کی خاطر اس مشورہ کو شرف قبولیت بخشا۔

آپ کو مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور ماہنامہ خالد کا دسمبر 1954ء سے اکتوبر 1956ء تک نائب مدیر اور 1960ء سے جون 1962ء تک مدیر کے فرائض ادا کرنے کی توفیق ملی۔ آپ نائب قائد اشاعت مجلس انصاراللہ مرکزیہ بھی رہے۔ جلسہ سالانہ 1957ء کے اجلاس شبینہ میں آپ نے پہلی بار تقریر کی۔ صیغہ نشرواشاعت نے اسے 1958ء کے شروع میں شائع کیا اور حضرت مصلح موعود نے مجلس شوریٰ 1958ء میں اس کا بطور خاص ذکر فرمایا۔

آپ نے بطور قاضی سلسلہ خدمت کی۔ اب بھی مجلس افتاء اور ریسرچ سیل کے ممبر تھے۔ جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر 1976ء سے لے کر 1983ء تک آپ کو تقاریر کرنے کا موقع ملا۔ ان مواقع پر کی گئی آپ کی تمام تقاریر شائع شدہ ہیں۔ جلسہ سالانہ انگلستان 1985ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ذرہ نوازی کی بدولت آپ کو صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی نمائندگی کی توفیق ملی۔ جلسہ میں شرکت کے علاوہ حضور انور کے خصوصی ارشاد کے مطابق سویڈن، ناروے اور جرمنی کی جماعتوں کا دورہ بھی کیا اور سوال و جواب کی مجالس کا کامیاب انعقاد بھی عمل میں آیا۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ترجمہ قرآن میں خدمت کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

3/اپریل تا 3 مئی 1990ء گوجرانوالہ سنٹرل جیل میں 9 دیگر احمدی احباب کے ساتھ آپ اسیر راہ مولیٰ بھی رہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے آپ کے فرزند مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب کارڈیالوجسٹ فضل عمر ہسپتال ربوہ کو ایک مکتوب میں فرمایا کہ شیر پنجرے میں بھی شیر ہی رہتا ہے۔ اللہ کے شیروں سے ملنے جاؤ تو میرا محبت بھرا سلام اور پیار دینا۔

20ویں صدی کے آخری عشرہ میں کیمبرج کے ایک عالمی ادارے انٹرنیشنل ببلیوگرافیکل کی طرف سے احمدیت کے اس خادم کو مین آف دی ایئر 1992ء-1993ء کا اعزاز دیا گیا۔ یہ اعزاز ایسی خاص علمی شخصیات کو دیا جاتا ہے جن کی صلاحیتوں، کامیابیوں اور قیادت کا عالمی سطح پر اعتراف کیا جاتا ہے۔ پاکستان کے تمام بڑے اور مؤقر اخبارات نے اس اعزاز کی خبریں دیں۔

محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے چار خلافتوں کا زمانہ پایا اور خلفاء کرام کے زیر سایہ خدمت کی توفیق پائی اور ان کی نوازشات اور التفات نیز خوشنودی حاصل کی۔ آپ کا خلافت سے عشق و محبت مثالی تھا۔ جب بھی خلیفۃ المسیح کی طرف سے کسی کام کے سلسلہ میں کوئی ارشاد موصول ہوتا، جب تک اس کی مکمل تعمیل نہ کرلیتے کسی اور کام کرنے کو جائز نہ سمجھتے تھے۔ رات گئے تک خود اور اپنے رفقاء کو اس کام کے لئے مصروف رکھتے اور جب حوالہ جات اور ریسرچ کا مطلوبہ کام مکمل ہوجاتا تو آپ کو اطمینان نصیب ہوتا۔

آپ انتھک محنت کرنے والے با اصول شخصیت کے حامل تھے۔ اپنی عمر کے آخری ایام تک بیماری اور بڑھاپے کے باوجود باقاعدہ دفتر تشریف لاکر خدمت کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ پابندئ وقت کا بہت خیال رکھتے تھے، اپنے ساتھیوں کو بھی وقت کی بچت کا درس دیتے رہتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جو لمحہ گزر گیا وہ کسی بھی قیمت پر واپس نہیں آسکتا۔

دعوت الی اللہ کا آپ کو بہت شوق تھا، اپنے مدلل انداز تخاطب سے دوسروں کا منہ بند کرنے میں آپ کو خاص مہارت حاصل تھی، ہر اعتراض کی جڑ تک بآسانی پہنچ جاتے تھے۔ دعوت الی اللہ کا بے پناہ شوق اور ولولہ آپ کو براہ راست اپنے والد سے ورثہ میں ملا تھا۔

آپ کی شخصیت کا ایک نمایاں پہلو دنیا کے ہر موضوع کی کتب کا بھرپور مطالعہ تھا۔ آپ مطالعہ بہت تیزی سے کرنے کے عادی تھے۔ اگر آپ کے سامنے کتابوں سے بھرا بکس بھی آجاتا تو دو تین دن میں پڑھ ڈالتے اور ہر قیمتی حوالہ اور مطلب کی بات کو ہر کتاب کے ٹائٹل کی پشت پر نوٹ بھی کر دیتے، حوالوں کی کتب کا تلاش کرنا، ان کو محفوظ رکھنا اور ان کو برموقع استعمال کرکے دوسروں تک پہنچانے کا کام آپ نے بخوبی سرانجام دیا۔ اسی ذاتی شوق کی بنا پر آپ نے اپنے گھر میں قیمتی حوالہ جاتی کتب کی لائبریری بھی ترتیب دے رکھی تھی اور ایک ایک نایاب اور تاریخی کتاب کے حصول کے لئے آپ نے دور دراز کے سفر بھی کئے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 23/اکتوبر 1982ء کو بیت مبارک ربوہ میں مجلس عرفان میں فرمایا:

”مولوی دوست محمد صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے حوالوں کے بادشاہ ہیں۔ ایسی جلدی ان کو حوالہ ملتا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ جب قومی اسمبلی میں پیش ہوئے تھے تو وہاں بعض غیر از جماعت دوستوں نے آپس میں تبصرہ کیا اور بعض احمدی دوستوں کو بتایا کہ ہمیں تو کوئی سمجھ نہیں آتی۔ ہمارے اتنے موٹے موٹے مولوی ہیں، ان کو ایک ایک حوالہ ڈھونڈنے کے لئے کئی کئی دن لگ جاتے ہیں لیکن ان کا پتلا دبلا سا مولوی ہے اور منٹ میں حوالے ہی حوالے نکال کر پیش کر دیتا ہے“۔

(روزنامہ الفضل 11 جون 1983ء)

روزنامہ الفضل اور دیگر جماعتی رسائل و جرائد میں آپ کے متعدد تحقیقی مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔ روزنامہ الفضل میں عالم روحانی کے لعل و جواہر کے عنوان سے آپ نے مفید، کارآمد، نایاب اور قیمتی حوالہ جات، واقعات اور معلومات پر مبنی ایک طویل سلسلہ جاری فرمایا جس کی 544 اقساط اشاعت کے زیور سے آراستہ ہوچکی ہیں اور ابھی ان کی طرف سے موصولہ بہت سا مواد موجود ہے۔ ان کی وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو غریق رحمت فرمائے۔ اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے، احباب جماعت احمدیہ اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تکمیل ناظرہ قرآن

۞ مکرم مظفر احمد قمر صاحب کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بھانجے راجہ اذعان قدوس ابن مکرم راجہ عبدالقدوس صاحب میرا بھڑ کے میر پور آزاد کشمیر نے مورخہ 20/اگست 2009ء کو بعمر تقریباً ساڑھے پانچ سال میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کرلیا ہے۔ عزیزم موصوف مکرم بشیر احمد قمر صاحب سابق ایڈیشنل ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی کا نواسہ اور مکرم عبدالحق خادم صاحب مرحوم کا پوتا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو قرآن کریم کے نور سے بھردے اور دینی و دنیوی علوم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب بنائے۔ آمین

میڈیکل اور ڈینٹل کالجز میں انٹری ٹیسٹ

۞ پنجاب کے میڈیکل اور ڈینٹل ادارہ جات میں داخلہ کیلئے 27 ستمبر 2009ء کو انٹری ٹیسٹ منعقد ہورہا ہے جس کے لئے پراسپکٹس اور درخواست فارم 20 تا 26/اگست 2009ء حکومتی میڈیکل کالجز سے دستیاب ہیں۔ درخواست فارم مورخہ 27/اگست تا یکم ستمبر 2009ء متعلقہ میڈیکل کالج میں جمع کروائے جاسکتے ہیں نیز درخواست فارم کی وصولی کو دکھا کر Admittance Card مورخہ 14 تا 18 ستمبر 2009ء حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں مزید معلومات درج ذیل فون نمبرز سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

042-9231304-9 UAN-111-3333-66

(نظارت تعلیم)

ولادت

۞ مکرم اطہر حفیظ فراز صاحب مربی سلسلہ مونگ ضلع منڈی بہاؤالدین تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے برادر نسبتی مکرم وقار احمد صاحب جھنگ کو اللہ تعالیٰ نے پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچی کا نام سعدیہ وقار عطا فرمایا ہے۔ بچی مکرم چوہدری زبیر عبدالباسط صاحب آف سیٹلائٹ ٹاؤن جھنگ کی پوتی اور مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ رنگ پور کی نواسی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک بنائے۔ دینی و دنیوی علوم سے نوازتا رہے اور ہر طرح سے نورالعین بنائے۔ آمین

درخواست دعا

۞ مکرم نجم الدین صاحب دارالصدر شمالی ھدیٰ ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کے دوست مکرم نیاز احمد صاحب کاہلوں ولد مکرم چوہدری ظفر احمد صاحب کاہلوں مرحوم سابق ذیلدار دولم کاہلواں ضلع سیالکوٹ حال مقیم کینیڈا بیمار ہیں۔ نیز ان کے بڑے بھائی مکرم چوہدری محمد احمد صاحب کاہلوں بھی بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے ان دونوں بھائیوں کیلئے خصوصی طور پر دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

۞ مکرمہ طوبیٰ باجوہ صاحبہ ناصر آباد شرقی ربوہ تحریر کرتی ہیں کہ ابا جان محترم صلاح الدین باجوہ صاحب ناصر آباد شرقی ربوہ کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا ہیں۔ علاج ابھی جاری ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے پیارے ابا جان کو معجزانہ شفا سے نوازے اور تا دیر ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

☆☆☆☆☆

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

پرس، سکول بیگ، کالج بیگ، اٹیچی اور سفری بیگ کی تمام ورائٹی دستیاب ہے
دولت BAGS
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ 0333-6708827

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام

29/ اگست 2009ء

12-10 am تلاوت قرآن کریم بکرم ہانی طاہر صاحب
1-15 am عربی سروس
3-25 am درس القرآن
4-55 am خطبہ جمعہ 28/ اگست 2009ء
6-00 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
6-30 am تلاوت
7-00 am درس القرآن
8-35 am درس حدیث
8-50 am تلاوت قرآن کریم بکرم ہانی طاہر صاحب
9-55 am خطبہ جمعہ فرمودہ 28/ اگست 2009ء
11-15 am سیرت النبی ﷺ
12-00 pm تلاوت، درس حدیث، جماعتی خبریں
2-35 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 28/ اگست 2009ء
3-50 pm انڈونیشین سروس
4-55 pm درس القرآن
6-25 pm تلاوت، درس حدیث، جماعتی خبریں
7-35 pm بنگلہ پروگرام
8-50 pm چلڈرن کلاس
9-50 pm راہ ھدیٰ
11-00 pm رمضان۔سوال ٹائم
11-40 pm درس حدیث، ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں

30/ اگست 2009ء

12-10 am تلاوت قرآن کریم بکرم ہانی طاہر صاحب
1-05 am شمائل نبوی ﷺ
1-35 am عربی سروس
3-35 am درس القرآن
5-05 am خطبہ جمعہ فرمودہ 28/ اگست 2009ء
6-00 am تلاوت۔ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
8-10 am درس القرآن
9-45 am تلاوت قرآن کریم بکرم ہانی طاہر صاحب
10-30 am درس حدیث
10-55 am خطبہ جمعہ فرمودہ 28/ اگست 2009ء
12-00 pm تلاوت، درس حدیث
2-05 pm عربی سیکھئے
2-25 pm بستان وقف نو
3-30 pm شہد کی مکھی
4-05 pm انڈونیشین سروس
5-20 pm درس القرآن
6-50 pm تلاوت، درس حدیث
7-20 pm عربی سیکھئے
7-40 pm بنگلہ پروگرام
8-45 pm خطبہ جمعہ 28/ اگست 2009ء
9-50 pm سیرت النبی ﷺ
11-05 pm شہد کی مکھی
11-50 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں

31/ اگست 2009ء

12-05 am تلاوت قرآن کریم بکرم ہانی طاہر صاحب
1-00 am عربی سروس
3-15 am درس القرآن
4-40 am تلاوت
6-00 am تلاوت
6-30 am درس حدیث
6-50 am درس القرآن
8-35 am تلاوت قرآن کریم بکرم ہانی طاہر صاحب
9-25 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
10-00 am شہد مکھی
10-45 am سیرت النبی ﷺ
12-00 pm تلاوت، درس حدیث، خبریں
2-35 pm گلشن وقف نو
3-45 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 3 جولائی 2009ء
5-00 pm درس القرآن
6-35 pm تلاوت، درس حدیث، خبریں
7-40 pm بنگلہ پروگرام
8-40 pm خطبہ جمعہ 29/ اگست 2008ء
9-35 pm سیرت صحابہ رسول ﷺ
10-50 pm گلشن وقف نو
11-55 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں

خبریں

کرائے کے بجلی گھروں کی منظوری وفاقی

کابینہ نے رینٹل پاور پراجیکٹس (کرائے کے بجلی گھروں) کی منظوری دے دی۔ مزید برآں وزارت پانی وبجلی کی طرف سے پیش کی جانے والی سمری کی توثیق کرتے ہوئے 2250 میگاواٹ کے رینٹل پاور منصوبے فوری طور پر شروع کرنے کی ہدایت بھی کی۔ وزیراعظم نے اس موقع پر کہا کہ دسمبر 2009ء تک تمام وسائل بروئے کار لاتے ہوئے بجلی کی لوڈشیڈنگ ختم کی جائے، ملک میں توانائی اور بجلی کے بحران کو مزید برداشت نہیں کیا جاسکتا۔

این آر او کے خلاف درخواستوں کی سماعت

چیف جسٹس افتخار محمد چودھری نے کہا ہے کہ قومی مصالحتی آرڈیننس کے خلاف درخواستوں کی سماعت ضرور ہوگی۔ یہ ریمارکس انہوں نے ایک درخواست کی سماعت کے دوران دیئے جس میں وفاقی تحقیقاتی ادارے (ایف آئی اے) کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر عشرت علی نے موقف اختیار کیا تھا کہ ان کے خلاف دائر مقدمہ کو بھی این آر او کے تحت ختم کیا جائے۔ چیف جسٹس نے اس درخوست کو بھی این آر او کے بارے میں سپریم کورٹ میں دائر دیگر درخواستوں کے ساتھ شامل کرنے کا حکم دیا۔ چیف جسٹس نے کہا کہ جب تک ان درخواستوں پر فیصلہ نہیں آ جاتا اس وقت تک درخواست گزار کو ریلیف نہیں دیا جاسکتا۔

چینی کی ذخیرہ اندوزی میں بڑے لوگ ملوث ہیں

لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس خواجہ محمد شریف نے ریمارکس دیئے ہیں کہ ملک میں چینی کی قیمتوں میں بے پناہ اضافہ اور اس کی ذخیرہ اندوزی میں بڑے لوگ ملوث ہیں۔ جب تک یہ معاملہ اپنے منطقی انجام کو نہیں پہنچ جاتا، عدالت اسے چھوڑے گی نہیں۔ چیف جسٹس نے یہ ریمارکس ملک میں چینی کے بحران کے حوالے سے ازخود نوٹس کیس کی سماعت کے دوران دیئے۔

چینی کا بحران چندروز میں ختم ہو جائے گا

وزیراعلیٰ میاں شہباز شریف نے کہا ہے کہ پنجاب کے اندر کسی جگہ بھی آٹے کی قلت اور بحران نہیں ہے بلکہ ہم صوبہ سرحد کو بھی آٹا فراہم کر رہے ہیں جبکہ چینی کا بحران چندروز میں ختم ہو جائے گا۔ عوام کو معیاری اور سستی اشیاءضروریہ کی فراہمی کو بھی یقینی بنانے کے لئے اقدامات اٹھا رہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے شیخوپورہ میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔

بجلی کے نرخوں میں بتدریج اضافہ کا فیصلہ

بجلی کے نرخوں میں اضافے کا فیصلہ کرلیا گیا ہے۔ یہ اضافہ بتدریج کیا جائے گا۔ پہلے مرحلے میں 6 فیصد اضافہ ہوگا جو رواں سال ماہ اکتوبر میں کیا جائے گا جبکہ دوسری مرتبہ اضافہ اگلے سال کے پہلے مہینے جنوری 2010ء میں کیا جائے جو 12 فیصد ہوگا اضافہ حکومتی اداروں پر واجب الادا قرضوں کا بوجھ کم کرنے کے لئے کیا جائے گا۔

☆......☆......☆

ربوہ میں سحر وافطار 28۔اگست

انتہائے سحر	5:15
طلوع آفتاب	6:39
زوال آفتاب	1:10
وقت افطار	7:40

ضرورت "انجینئر"

ہمیں اپنی فیکٹری کیلئے "مکینیکل انجینئر" کی ضرورت ہے۔

- عمر 35 سال سے زائد نہ ہو۔
- پروڈکشن اور مینٹی نینس کے کام کا کم از کم 3 سال سے 5 سال کا تجربہ
- تنخواہ حسب قابلیت۔ کمپنی کی پکی ملازمت بمعہ دیگر سہولیات
- مناسب امیدوار کو تین ماہ کے بعد فیملی رہائش بھی دی جاسکتی ہے۔
- درخواستیں بمعہ تصدیق اور تجربہ سرٹیفکیٹ کی کاپیاں بھجوائیں۔

جنرل مینیجر۔پاکستان چپ بورڈ فیکٹری جی ٹی روڈ جہلم

PH:0544-646580,0544-646581

حسن نکھار کریم
چہرہ کی حفاظت اور نکھار کیلئے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH:047-6212434

لان پرنٹ زبردست سیل سیل سیل
صاحب جی فیبرکس
طالب دعا
ریلوے روڈ۔ربوہ
شیخ مسعود احمد خالد
047-6212310

FD-10